سبق-7

مجاہدِ آزادی، ڈاکٹر سیّد محمود

ڈاکٹر سیّد محمود جد وجہد آزادی کے اہم ترین رہنماؤں میں تھے۔ ان کی پیدائش ضلع غازی پور کے ایک قصبہ سیّد پور بھتری میں 1889ء میں ہوئی۔ اُن کے والد مُلّا محمد عمر ایک دیندار اور فقیر منش انسان تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو عالم بنانا چاہتے تھے۔ اُن میں دینی تعلیم کا رجحان پیدا کرنے کے لئے پیار سے ''مُلّا سیّد محمود'' کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی ابتدائی تعلیم جونپور میں ہوئی پھر وہ بنارس چلے گئے، وہاں اُن کی انگریزی تعلیم شروع ہوئی۔ انگریزی تعلیم کے اثر سے آنکھیں کھلیں، پھر انہوں نے علامہ شبلی نعمانی وغیرہ کی تصانیف پڑھیں۔ ایک ''انجمن اخوان الصفا'' کے نام سے قائم تھی جس میں ہر ہفتہ تقاریر کے پروگرام ہوتے تھے۔ موصوف اس انجمن سے وابستہ ہوئے اور اس کے جلسوں میں تقریریں کرنے لگے۔ ان کی طبعی رجحانات کو دیکھتے ہوئے اُن کے سرپرستوں نے انہیں علی گڑھ بھیجنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ وہ مزید حصول تعلیم کے لئے 1900ء میں بنارس سے علی گڑھ بھیج دیئے گئے، جہاں ان کی زندگی کے ایک نئے دَور کا آغاز ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب علی گڑھ مسلمانوں کی ذہنی، سیاسی، تعلیمی اور علمی ترقیوں کا محور مانا جاتا تھا اور جو آواز علی گڑھ سے اٹھتی تھی سارے ہندوستان میں سنی جاتی تھی۔ حکومت برطانیہ مسلمانوں کے قومی وملی مفاد کے لئے علی گڑھ کو ہی مسلمان کا ترجمان مانتی تھی حالانکہ سیّد محمود میں ذہنی بیداری بنارس ہی کے مختصر قیام میں پیدا

ہو چکی تھی مگر ان کی تحقیقی نشو و نما علی گڑھ میں ہوئی، یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں میں ایک آزاد خیال طبقہ پیدا ہو رہا تھا۔

علی گڑھ کالج میں طلباء کا ایک گروپ ایسا تھا جو انگریز پروفیسروں کا حامی تھا اور ان کی پالیسیوں اور طور طریق کو علی گڑھ میں نافذ کرنے کے لئے آلہ کار بنا ہوا تھا۔ اس پست ذہنیت کے خلاف ڈاکٹر محمود نے سب سے پہلے آواز بلند کی اور عبدالرحمٰن بجنوری، تصدیق احمد خاں شیروانی، عبدالمجید بیرسٹر، قاضی تلمذ حُسین کے ساتھ مل کر ایک خفیہ سوسائٹی کی بنیاد ڈالی۔ اس سوسائٹی میں مضامین پڑھے جاتے، مباحثے ہوتے کہ انگریزی طاقت کو کیسے ختم کیا جائے۔ اس طرح کالج کے انگریز، قوم اور انگریزی حکومت اور کالج کے انگریز اسٹاف کے خلاف جو آگ اندر اندر سلگ رہی تھی وہ تیز ہوگئی، طلباء اور انگریز اسٹاف کے درمیان ایک خلیج پیدا ہونے لگی اور اندر اندر ہی سلگ رہی آگ ایک دن شعلوں کے روپ میں باہر آگئی۔ چنانچہ 1907ء میں کالج میں ہڑتال کا وہ مشہور واقعہ پیش آیا جس نے سارے ہندوستان کو علی گڑھ کی طرف متوجہ کر دیا، ہڑتال کرنے کرانے سزا بھگتنے اور معاف کئے جانے، غرض یہ کہ اس کی ہر منزل میں سیّد محمود یورپ پہنچے اور انگریزوں کے وطن میں تین سال قیام کیا پھر جرمنی آئے۔ کیمرج گئے اور بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی، پھر جرمنی سے پی ایچ ڈی مکمل کیا۔ ہندوستان کی تاریخ ان کا خاص موضوع تھی اور اس پر وہ عالمانہ نگاہ رکھتے تھے، وہ ہندوستان سے انگریز دشمن بن کر گئے تھے اور انہیں اس قوم کی خوبیوں کا بھی پتہ چلا۔ زمانہ قیام میں وہ سیاست میں بھی نمایاں حصہ لیتے رہے، اور وہاں جوانی کے جوش میں کچھ دنوں ریُولوشن (انقلابی) سوسائٹی سے بھی وابستہ رہے، لیکن جب بعد میں اس کی پالیسی کا اندازہ ہوا تو اس سے علاحدہ ہوگئے۔

ڈاکٹر صاحب 1913ء میں وطن واپس آئے اور 1915ء سے نامور بیرسٹر مولانا مظہرالحق صاحب کی رہنمائی میں پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی، ڈاکٹر سیّد محمود ایک ہونہار اور کامیاب وکیل ثابت ہوئے، مولانا مظہرالحق ان کی ذہانت اور بصیرت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ سینئر اور جونیئر کے تعلق کو رشتے داری میں تبدیل کر دیا۔ انہوں نے اپنی بھانجی رفیقۃ الفاطمہ سے ڈاکٹر سیّد محمود کی شادی کر دی جو ڈاکٹر صاحب کی انقلابی اور سیاسی زندگی کے سفر میں سچی ہمسفر ثابت ہوئیں۔

وہ سیاست میں بھی حصہ لیتے رہے اسی دور میں وہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ممبر ہوئے، 1921ء تک وہ

پٹنہ ہائی کورٹ کے ممتاز بیرسٹروں اور صوبۂ بہار کے مُدبّر رہنماؤں کی صف اوّل میں شمار کئے جانے لگے ۔انہوں نے خلافت تحریک میں بھی حصّہ لیا اور 1921ء میں مرکزی خلافت کمیٹی کے جنرل سکریٹری منتخب کئے گئے،اس کے بعد 1923ء میں پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری کے اہم ترین عہدے پر سرفراز کئے گئے، انہوں نے ملک وقوم کے لئے غیر معمولی خدمات انجام دیں۔قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں اور ایثار وقربانی کے اَن مِٹ نقوش قائم کئے، 1926ء میں دوبارہ جنرل سکریٹری بنائے گئے اور سات برس تک آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے عہدے پر سرفراز رہے۔اس دَور میں انہوں نے ملک کے طول وعرض کا دورہ کیا۔ ہزار ہا جلسوں میں پُر جوش تقاریر کیں، خصوصاً بہار کے چپّے چپّے کو چھان مارا، بہت سے قابل ذکر جلسوں کی صدارت کی اور ورکنگ کمیٹی کے ممبر اور جنرل سکریٹری کی حیثیت سے ایسی لازوال خدمات انجام دیں جنہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب کی خدمات مختلف نوعیت کی تھیں۔ایک طرف تو وہ ملک وقوم کی بنیادی خدمات میں دیگر اکابرین کے رفیق کار تھے،تو دوسری طرف مسلمانان ہند کے مفاد کی نگرانی، ذمہ دارانہ طریقہ سے انجام دیتے تھے۔ 1935ء کی اصلاحات کے نفاذ کے بعد جب اسمبلی کے لئے الکشن کا دَور آیا اور کانگریس نے انتخابات میں عملی حصّہ لینے کا فیصلہ کیا تو ڈاکٹر صاحب کا دوحلقوں سے کھڑے ہوئے اور دونوں حلقوں سے کامیاب ہو کر اسمبلی میں آئے، جب بہار میں وزارت کی ترتیب ہونے لگی اور کانگریس نے عہدے قبول کرنے کا فیصلہ کیا تو اس وقت عوام کے ذہنوں خصوصاً اقلیتی طبقے کے ذہن میں یہ بات تھی کہ راجندر پرساد کے بعد کانگریسی حلقہ میں سب سے ممتاز اور جن کی شخصیت سب سے زیادہ قابل ترجیح ہو سکتی ہے وہ ڈاکٹر محمود کی ذات ہے اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری کا اعزاز اس امر کے لئے کافی تھا کہ وزارت عظمیٰ کا قلمدان ڈاکٹر صاحب کے لئے ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوا اور وزارتِ تعلیم ،صنعت وحرفت، قیادت اور زراعت کے لئے محکموں کا قلمدان ان کو دیا گیا، انہوں نے شعبۂ تعلیم میں پرائمری تعلیم پر خاص توجہ دی اس کی ترقی کے لئے اسکیمیں مرتب کیں اور اسکیموں کے ذریعہ انہیں مختلف شہروں میں پھیلایا۔

اشاعتِ تعلیم کے سلسلے میں انہوں نے بہار کے ذریعہ دوسرے صوبوں کی رہنمائی کی جس سے ناخواندہ افراد

نے فیض حاصل کیا۔ اس وقت پٹنہ یونیورسٹی میں اُردو کا مسئلہ اٹکا ہوا تھا۔ ان کی کوششوں سے اردو پروفیسروں کا تقرر عمل میں آیا۔ انہوں نے اپنے ماتحت شعبوں کی ترقی دینے کے علاوہ مسلمانوں کے دیگر مسائل بھی دیکھے۔ جن میں مسلمانوں کے لئے حق تناسب اور لوکل باڈیز میں مسلمانوں کی قیادت کے مسئلے خاص طور پر اہمیت کے حامل ہیں۔

ڈاکٹر سیّد محمود کی ان صفات کے ساتھ ساتھ ان کے علمی رجحانات بھی ان کی زندگی کے مختلف ادوار میں ظاہر ہوتے رہے، وہ ہندوستان کی تاریخ پر گہری نگاہ رکھتے تھے اور انگریزی رسائل میں اکثر وبیشتر مضامین لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے کتابیں بھی لکھی ہیں۔ ان کی تصانیف میں ان کا مشہور رسالہ ''خلافت اور ہندوستان'' جس کا انگریزی ترجمہ بھی کثیر تعداد میں شائع ہوا اور پسند کیا گیا، 'دیوان غالب' کے بدایوں ایڈیشن کو انہوں نے ہی مرتب کیا اور غالب کے کام پر نئے انداز میں مقدمہ لکھا، اسی طرح مختلف مطبوعات پر وقتاً فوقتاً مقدمہ اور دیباچے لکھتے رہے، اور بہت سی نامکمل تصانیف اور مضامین ان کے انتقال کے بعد ملے۔

ڈاکٹر صاحب جدید ہندوستان کے معماروں میں شامل ہیں، صوبۂ بہار کے لئے یہ بڑے فخر کی بات رہی کہ وہ اس صوبے سے ہمیشہ وابستہ رہے اور یہاں کے لئے انہوں نے جو قابلِ قدر خدمات انجام دیں ہیں انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا انتقال 28 ستمبر 1971ء کو ہوا، ان کی تدفین مولانا آزاد میڈیکل کالج قبرستان مہندیان دہلی میں ہوئی۔

ڈاکٹر سیّد محمود کے خانوادے میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں ان کی ایک بیٹی بیگم حمیدہ نعیم بہار قانون ساز اسمبلی کی رکن بھی رہیں اور ان کے خلف دوئم کامریڈ سیّد حبیب صاحب کمیونسٹ پارٹی کے مشہور لیڈر تھے۔

• ماخوذ

پڑھیے اور سمجھیے:

لفظ	معنی	لفظ	معنی
جدوجہد	کوشش	ادوار	دور کی جمع
عہدِ قدیم	پرانا زمانہ	مُرتّب	تیار، مکمّل
طبعی	فطری	اہم ترین	نہایت ضروری
بیداری	عقل، سمجھ	تصانیف	تصنیف کی جمع، لکھی ہوئی کتابیں
تصدیق	صداقت	رجحانات	جھکاؤ، رجحان کی جمع
نقوش	تصویریں، کندہ کی ہوئی چیزیں	نشوونما	پھولنا، پھلنا
اکابرین	بڑے لوگ	خفیہ	چُھپا ہوا، پوشیدہ
نفاذ	لاگو ہونا، جاری ہونا	سرفراز	سربلند
فراموش	یاد سے اُترا ہوا، بھولا ہوا	نافذ	لاگو، جاری ہونے والا
رفیق کار	کام آنے والا دوست	ایثار	دوسروں کو فائدہ پہنچانا
اشاعت	مشہور کرنا، پھیلانا	طول وعرض	لمبائی وچوڑائی
معمار	عمارت بنانے والا	نوعیت	قسم
خانوادہ	گھرانہ	دیباچہ	تمہید
تقاریر	تقریر کی جمع، بیانات	ناخواندہ	ان پڑھ، جاہل
آغاز	شروع	وابستہ	متعلق، بندھا ہوا

آپ نے پڑھا اور جانا

ڈاکٹر سیّد محمود مجاہدین آزادی کی صف میں نمایاں شخصیت کے حامل تھے، ان کی پیدائش 1889ء میں ضلع غازی پور (یو پی) میں ہوئی، حصول تعلیم کا سلسلہ جونپور سے لے کر بنارس اور علی گڑھ تک چلا۔ حب الوطنی کا جذبہ انہیں علی گڑھ میں طالب علمی کے زمانے میں ہی ملا۔ ان دنوں علی گڑھ میں بڑی بڑی شخصیتیں حصول آزادی کے لئے سرگرم تھیں، سیّد محمود نے اس ماحول سے اثر لیا اور عملی طور پر تحریکِ آزادی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا، وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی لیکن انہوں نے انگریزوں کی ملازمت کے بدلے اپنے ملک کی خدمت کو اولیت دی۔ نتیجتاً انہیں انگریزوں کے عتاب کا شکار ہونا پڑا۔ آزاد ہندوستان میں بھی انہوں نے ملازمت کے برعکس وکالت کو ترجیح دی اور ملک کے طول و عرض میں سفر کر کے ہندوستانیوں کے اندر سماجی اور تعلیمی بیداری لانے کا کام کیا، صوبہ بہار سے ان کا گہرا تعلق تھا۔ اس صوبے میں اپنے طویل قیام کے دوران انہوں نے معاشرے کے ہر طبقے کی فلاح و بہبود کے لئے نمایاں کردار ادا کیا۔ ایک سیاستداں، ایک بیرسٹر، ایک ماہر تعلیم، ایک تاریخ داں کی حیثیت سے ان کے کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، ان کا انتقال 1971ء میں دہلی میں ہوا۔

درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، صحیح جواب چُن کر لکھیں۔

1. ڈاکٹر سید محمود کی پیدائش کہاں ہوئی تھی؟

(i) (الف) حاجی پور میں (ب) مان پور میں

(ج) فتح پور میں (د) غازی پور میں

(ii) وہ علی گڑھ گئے تھے..........

(الف) لڑنے (ب) پڑھنے

(ج) ٹہلنے (د) رہنے

(iii) جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کرنے کے بعد پٹنہ میں انہوں نے..........

(الف) کفالت شروع کی (ب) وکالت شروع کی

(ج) صحافت شروع کی (د) خلافت شروع کی

(iv) ان کی وفات ہوئی

(الف) 1971ء میں (ب) 1961ء میں

(ج) 1951ء میں (د) 1981ء میں

(v) علم جاننے والے کو کہتے ہیں..........

(الف) علوم (ب) حاتم

(ج) نادم (د) عالم

(vi) خبر کی جمع ہے..........

(الف) خابر (ب) خبرنگار

(ج) اخبار (ر) خبری

2. **ذیل میں دیئے گئے لفظوں کے معنی بتائیں**

لفظ: سرفراز طول وعرض لازوال فراموش نوعیت اکابرین رفیق دیباچہ

معنی: ....

لفظ: نفاذ اشاعت ناخواندہ ادوار معمار وابستہ مرتب حامل

معنی: ....

3. **پڑھیے اور جواب دیجیے**

(i) ڈاکٹر سید محمود کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

(ii) انگریزی تعلیم کا ان پر کیا اثر ہوا؟

(iii) ان کی زندگی کے نئے دور کا آغاز کہاں سے ہوا؟

(iv) انہوں نے کس کے ساتھ مل کر خفیہ سوسائٹی کی بنیاد ڈالی؟

(v) 1907 میں علی گڑھ کالج نے سارے ہندوستان کو اپنی طرف متوجہ کیوں کیا؟

(vi) ڈاکٹر سید محمود کی سیاسی زندگی کے متعلق جو آپ جانتے ہیں لکھیں؟

(vii) ڈاکٹر سید محمود ہندوستان کے معماروں میں شامل تھے کیسے؟

4. **غور کیجیے اور بتایئے**

(i) آدمی مشہور و مقبول کیسے ہوتا ہے؟

(ii) سماج کے لئے آپ نے جو کچھ کیا ہے، لکھیں۔

5. **دیئے گئے لفظوں کے ہم معنٰی الفاظ بتائیں**

چاند اوّل سورج آب ابر اشک

6. **دیئے گئے سوالوں کے صحیح جواب چُنیں**

(i) ڈاکٹر سید محمود کی پیدائش.........میں ہوئی (1889ء، 1789ء)

(ii) ان کی ابتدائی تعلیم.........میں ہوئی (مان پور/ جون پور)

(iii) وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے.........گئے۔ (علی گڑھ/ رام گڑھ)

(iv) ڈاکٹر محمود...................سے وطن واپس آئے (پولینڈ/انگلینڈ)

(v) علی گڑھ کالج میں...................میں ہڑتال کا واقعہ پیش آیا (1907ء/1917ء)

دیئے گئے جملوں کو ماضی میں بدلیں

	وہ ایک سیاست داں ہے	وہ ایک سیاست داں تھا
(i)	عذرا بنارس آئی ہے	
(ii)	عرفان کتاب پڑھ رہا ہے	
(iii)	شبلی پٹنہ سے آیا ہے	
(iv)	احسن پانی پیئے گا	

8. ذیل میں دی گئی کہاوتوں کے معنیٰ بتاتے ہوئے جملے بنائیں

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے	جیسی صحبت ہو ویسا ہی اثر ہوتا ہے	وہ بری صحبت سے بگڑ گیا سچ کہا گیا ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے
رائی کا پہاڑ بنانا		
کوا چلا ہنس کی چال		
مال مفت دل بے رحم		